"ليس منا" أي من أهل سنتنا وطريقتنا، وليس المراد به إخراجه عن الدين" [فتح الباری: ج۳/ص۱۶۳]

آخر میں اس شاندار قراءات نمبر کی اشاعت پر مکرر ہدیۂ تبریک قبول کیجئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس نمبر کی تیاری اور اشاعت میں حصہ لینے والے تمام اہل علم وقلم اور منتظمین کو اجر عظیم عطا فرمائے اور اس میدان کے راہرو حضرات کے لیے اسے رُشد و رہنمائی کا ذریعہ بنائے۔ آمین!

② مراسلہ مولانا یوسف انور حفظہ اللہ، فیصل آباد

عزیز مکرم ڈاکٹر حافظ حسن مدنی صاحب السلام عليكم ورحمة الله !

اُمید ہے آپ بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہوں گے۔ مئی ۲۰۱۰ کا 'محدث' موصول ہوا۔ 'پاکستان میں نفاذِ شریعت کے اہم مراحل' کے زیرعنوان آپ کا اِداریہ ماشاء اللہ موضوع کی مناسبت سے خوب تر ہے۔ خصوصاً آئین و دستور کی تیاری کی اوّلین کوشش، قراردادِ مقاصد کا متن اور ۳۱ علماے کرام کے ۲۲ نکات کی تفصیل وترتیب نوجوان علما اور نئی نسل کی معلومات میں ایک اضافہ ہے۔

مجھے اس سلسلے میں جو عرض کرنا ہے، وہ یہ کہ ان دونوں محاذوں پر علماء اہلحدیث کی خدمات سرفہرست ہیں۔ ۱۹۴۹ء میں پہلی دستور ساز اسمبلی جس نے قراردادِ مقاصد پاس کی، اس کی نوک پلک سنوارنے میں مشرقی پاکستان سے مولانا محمد اکرمؒ خان اور علامہ راغبؒ احسن کا نمایاں کردار تھا۔

۳۱ رعلماء کے ۲۲ نکات مرتب کرنے میں مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ کا اہم رول ہے جس کا پس منظر یہ ہے کہ ان دنوں مسلم لیگ کے صدر چودھری خلیق الزمان نے علماے اسلام کو تضحیک کا نشانہ بناتے ہوئے اخباری بیان دیا تھا کہ یہ علما جو نفاذِ اسلام کا مطالبہ کررہے ہیں مگر یہ لوگ کئی فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں، ہم کس فرقہ کا اسلام نافذ کریں؟

اس چیلنج کو مولانا غزنوی نے قبول کرتے ہوئے مجلس احرار کے ناظم دفتر ہمارے بزرگ دوست مولانا مجاہد الحسینی کو تمام مکاتبِ فکر کے علما کی طرف ایک مکتوب دے کر بھیجا۔ مولانا مجاہد الحسینی جو فیصل آباد میں مقیم ہیں اور اُنہوں نے ایک ملاقات میں مولانا کے ہاتھ کا لکھا ہوا وہ مکتوب مجھے دکھایا تھا۔ مولانا غزنوی نے اس میں لکھا تھا کہ ہمیں مل بیٹھ کر یہ چیلنج قبول کرتے ہوئے متفقہ لائحہ عمل کی صورت میں جواب دینا چاہیے تاکہ قیامِ پاکستان کے بڑے مقصد کے

حصول میں اس قسم کی رخنہ اندازی کا دروازہ ابتدا ہی میں بند کر دیا جائے، چنانچہ مولانا غزنویؒ کی اس تحریک پر جنوری ۱۹۵۱ء میں کراچی میں مولانا سید محمد سلیمان ندویؒ کی صدارت میں منعقدہ اجلاس میں آئندہ علماء کی تگ وتاز سے یہ ۲۲ نکات پر مشتمل دستاویز تیار کی گئی اور اسے اخبارات میں بھی مشتہر کیا گیا، لیکن افسوس کہ اس راہنمائی سے فائدہ نہ اُٹھایا گیا۔

جنرل محمد ضیاء الحق جب برسر اقتدار آئے تو اُنہوں نے نفاذِ اسلام کا عزم کرتے ہوئے ممتاز علما سے رابطہ قائم کیا۔ اُنہوں نے بڑے بڑے کنونشن بھی منعقد کئے۔ ایک اجلاس میں جس میں ان سطور کا راقم بھی موجود تھا، جنرل ضیاء نے چوہدری خلیق الزمان والی بات دہرائی اور ہاتھ لہراتے ہوئے کہا کہ کوئی فرقہ ہاتھ کو یہاں سے کاٹنے اور کوئی اُنگلیوں تک کاٹنے کو کہتا ہے، آخر کس کی بات مانی جائے؟ اجلاس میں سناٹا سا چھا گیا، لیکن راقم الحروف نے اُٹھ کر جواب میں جنرل ضیاء سے کہا کہ یہ مسئلہ تو ابتداے قیامِ پاکستان کے وقت ہی ہمارے اکابر نے ۲۲ نکات کی صورت میں حل کر دیا تھا۔ چنانچہ اُنہوں نے فوراً اپنے وزیر اطلاعات راجہ محمد ظفر الحق کو حکم دیا کہ ۲۲ نکات لائے جائیں۔ چنانچہ تھوڑے وقت کے بعد ہی وزارت کے دفتر سے پرانی فائل لائی گئی جس میں ۳۱ علماء کے اسماے گرامی اور ان کے مرتب کردہ یہ ۲۲ نکات واضح تھے۔ راقم الحروف کی دوسری تجویز پر جنرل ضیاء نے حکم دیا کہ ان ۲۲ نکات کو قومی اخبارات کے صفحاتِ اوّل پر اشتہار کی صورت میں شائع کیا جائے نیز ان ۲۲ نکات کو جنرل صاحب (اپنے طور پر) نے ۱۹۷۳ء کے آئین کا حصہ بھی بنایا۔

آگے چل کر اس شمارہ میں ۱۹۸۶ء میں لاہور میں 'متحدہ شریعت محاذ' کے زیراہتمام جملہ مکاتبِ فکر کی نمائندہ کمیٹی نے شریعت بل کے جس ترمیمی مشورہ پر اتفاق کرنے کا تذکرہ ہے، جو جامعہ نعیمیہ لاہور میں مولانا سمیع الحق نے پیش کیا، اس کی تدوین وترتیب میں بھی آپ کے والدِ گرامی قدر اور جماعت کی متاعِ عزیز محترم حضرت حافظ عبدالرحمٰن مدنی حفظہ اللہ کا بڑا حصہ ہے۔ مرکزی سطح پر مجلس شوریٰ میں مولانا معین الدین لکھوی حفظہ اللہ کی کاوشیں نظرانداز نہیں کی جاسکتیں۔ اسی سلسلہ میں جنرل ضیاء الحق نے تفصیلات طے کرنے کے لیے مولانا ظفر احمد انصاری کی سربراہی میں انصاری کمیشن بھی تشکیل دیا تھا جس نے بڑی پیش رفت کی تھی۔ اس میں بھی اہلحدیث کی نمائندگی مولانا لکھوی بطورِ ممبر کمیشن بطریق احسن کرتے رہے تھے۔